۲

مچھّر

خواجہ حسن نظامی

جان پہچان

خواجہ حسن نظامی کا اصل نام سیّد علی حسن تھا۔ وہ ۶/جنوری ۱۸۷۸ء کو دہلی میں پیدا ہوئے تھے۔ ان کے والد کا نام سیّد عاشق علی نظامی تھا۔ ایک ادیب کی حیثیت سے خواجہ حسن نظامی کی کئی جہتیں ہیں؛ افسانہ نگار، مترجم، صحافی، تنقید نگار، روزنامچہ نگار، انشائیہ نگار وغیرہ۔ انھوں نے مختلف موضوعات پر تقریباً تین سو کتابیں لکھیں۔ ان کی تصانیف میں 'سی پارۂ دل، بیگمات کے آنسو، جگ بیتی کہانیاں، کرشن بیتی، یزید نامہ' اور 'غدرِ دہلی کے افسانے' بہ طور خاص مشہور ہیں۔ انھوں نے کئی اخبار نکالے مثلاً 'منادی، توحید، روزنامہ رعیت' وغیرہ۔

خواجہ حسن نظامی نمائندہ انشائیہ نگار اور افسانہ نگار ہیں۔ 'غدرِ دہلی کے افسانے' غدر کے بعد تباہ شدہ دلّی کی عصری صورتِ حال کا آئینہ ہے۔ انھوں نے روزنامچے بھی لکھے۔ یہی روزنامچے ان کی انشائی فکر کی نمائندگی کرتے ہیں۔ مچھر، جھینگر کا جنازہ، دیاسلائی، آنسو کی سرگزشت، اُلّو وغیرہ خواجہ حسن نظامی کے نمائندہ انشائیے ہیں۔ ۳۱/جولائی ۱۹۵۵ء کو دہلی میں ان کا انتقال ہوا۔

یہ بھنبھناتا ہوا ننھا سا پرندہ آپ کو بہت ستاتا ہے۔ رات کی نیند حرام کردی۔ ہندو، مسلمان، عیسائی، یہودی سب بالاتفاق اس سے ناراض ہیں۔ ہر روز اس کے مقابلے کے لیے مہمّیں تیار ہوتی ہیں۔ جنگ کے نقشے بنائے جاتے ہیں۔ مچھروں کے جنرل کے سامنے کسی کی نہیں چلتی۔ شکست پر شکست ہوئی چلی جاتی ہے۔

اتنے بڑے ڈیل ڈول کا انسان ذرا سے بھنگے پر قابو نہیں پاسکتا۔ طرح طرح کے مسالے بھی بناتا ہے کہ ان کی بو سے مچھر بھاگ جائیں۔ لیکن مچھر اپنی یورش سے باز نہیں آتے۔ آتے ہیں اور نعرے لگاتے ہوئے آتے ہیں۔ بیچارہ آدم زاد حیران رہ جاتا ہے۔

امیر غریب، ادنیٰ اعلیٰ، بچے بوڑھے، عورت مرد، کوئی اس کے وار سے محفوظ نہیں۔ یہاں تک کہ آدمی کے پاس رہنے والے جانوروں کو بھی اس کے ہاتھ سے ایذا ہے۔ مچھر جانتا ہے کہ دشمن کے دوست بھی دشمن ہوتے ہیں۔ اِن جانوروں نے میرے دشمن کی اطاعت کی ہے تو میں ان کو بھی مزا چکھاؤں گا۔

آدمیوں نے مچھروں کے خلاف اَجیٹیشن کرنے میں کوئی کسر نہیں اُٹھا رکھی۔ ہر شخص اپنی سمجھ اور عقل کے موافق مچھروں پر الزام رکھ کر لوگوں میں ان کے خلاف جوش پیدا کرنا چاہتا ہے مگر مچھر اس کی کچھ پروا نہیں کرتا۔

طاعون نے گڑبڑ مچائی تو انسان نے کہا کہ طاعون مچھر اور پسّو کے ذریعے سے پھیلتا ہے۔ ان کو فنا کردیا جائے تو یہ ہولناک بلا دور ہوجائے گی۔ ملیریا پھیلا تو اس کا الزام بھی مچھر پر عائد ہوا۔ اس سرے سے اس سرے تک کالے گورے آدمی غل مچانے لگے کہ مچھروں کو مٹادو۔ مچھروں کو کچل ڈالو۔ مچھروں کو تہس نہس کردو اور ایسی تدبیریں نکالو جن سے مچھروں کی نسل ہی منقطع ہوجائے۔

مچھر بھی یہ سب باتیں دیکھ رہا تھا اور سن رہا تھا اور رات کو ڈاکٹر صاحب کی میز پر رکھے ہوئے 'پائنیر' کو آکر دیکھتا اور اپنی برائی کے حروف پر بیٹھ کر اُس خون کی ننھی ننھی بوندیں ڈال جاتا جو انسان کے جسم سے یا خود ڈاکٹر صاحب کے جسم سے چوس کر لایا تھا۔ گویا

اپنے قاعدے کی تحریر سے انسان کی ان تحریروں پر شوخیانہ ریمارک لکھ جاتا کہ میاں تم میرا کچھ بھی نہیں کر سکتے۔

انسان کہتا ہے کہ مچھر بڑا کم ذات ہے، کوڑے کرکٹ، میل کچیل سے پیدا ہوتا ہے اور گندی موریوں میں زندگی بسر کرتا ہے اور بزدلی تو دیکھو، اس وقت حملہ کرتا ہے جب ہم سو جاتے ہیں۔ سوتے پر وار کرنا، بے خبر کے چرکا لگانا مردانگی نہیں، انتہا درجے کی کمینگی ہے۔ صورت تو دیکھو، کالا بھتنا، لمبے لمبے پاؤں، بے ڈول چہرہ اس شان و شوکت کا وجود اور آدمی جیسے گورے چٹے، خوش وضع پیاری ادا کی دشمنی! بے عقلی اور جہالت اسی کو کہتے ہیں۔

مچھر کی سنو تو وہ آدمی کو کھری کھری سناتا ہے اور کہتا ہے کہ جناب! ہمت ہے تو مقابلہ کیجیے۔ ذات صفات نہ دیکھیے۔ میں کالا سہی، بدرونق سہی اور کمینہ سہی مگر یہ تو کہیے کہ کس دلیری سے آپ کا مقابلہ کرتا ہوں اور کیونکر آپ کا ناک میں دم کرتا ہوں۔

یہ الزام سراسر غلط ہے کہ بے خبری میں آتا ہوں اور سوتے میں ستاتا ہوں۔ یہ تو تم اپنی عادت کے موافق سراسر ناانصافی کرتے ہو۔ حضرت! میں تو کان میں آ کر 'الٹی میٹم' دے دیتا ہوں کہ ہوشیار ہو جاؤ! اب حملہ ہوتا ہے۔ تم ہی غافل رہو تو میرا کیا قصور۔ زمانہ خود فیصلہ کر دے گا کہ میدانِ جنگ میں کالا بھتنا، لمبے لمبے پاؤں والا، بے ڈول فتح یاب ہوتا ہے یا گورا چٹّا آن بان والا۔

میرے کارناموں کی شاید تم کو خبر نہیں کہ میں نے اِس پردۂ دنیا پر کیا کیا جوہر دِکھائے ہیں۔ اپنے بھائی نمرود کا قصہ بھول گئے جو خدائی کا دعویٰ کرتا تھا اور اپنے سامنے کسی کی حقیقت نہ سمجھتا تھا۔ کس نے اس کا غرور توڑا؟ کون اس پر غالب آیا؟ کس کے سبب اس کی خدائی خاک میں ملی؟ اگر آپ نہ جانتے ہوں تو اپنے ہی کسی بھائی سے دریافت کیجیے یا مجھ سے سنیے کہ میرے ہی ایک بھائی مچھر نے اس سرکش کا خاتمہ کیا تھا۔

اور تم تو ناحق بگڑتے ہو اور خواہ مخواہ اپنا دشمن تصور کیے لیتے ہو۔ میں تمھارا مخالف نہیں ہوں۔ اگر تم کو یقین نہ آئے تو اپنے کسی شب بیدار صوفی بھائی سے دریافت کرلو۔ وہ میری شان میں کیا کہے گا۔ کل ایک شاہ صاحب عالمِ ذوق میں اپنے ایک مرید سے فرما رہے تھے کہ میں مچھر کی زندگی کو دل سے پسند کرتا ہوں۔ دن بھر بے چارہ خلوت خانے میں رہتا ہے۔ رات کو جو خدا کی یاد کا وقت ہے، باہر نکلتا ہے اور پھر تمام شب تسبیح و تقدیس کے ترانے گایا کرتا ہے۔ آدمی غفلت میں پڑے سوتے ہیں تو اس کو ان پر غصہ آتا ہے۔ چاہتا ہے کہ یہ بھی بیدار ہو کر اپنے مالک کے دیے ہوئے اس سہانے خاموش وقت کی قدر کریں اور حمد و شکر کے گیت گائیں۔ اس لیے پہلے ان کے کان میں جا کر کہتا ہے، ''اُٹھو میاں، اُٹھو جاگو۔ جاگنے کا وقت ہے۔ سونے کا اور ہمیشہ سونے کا وقت ابھی نہیں آیا۔ جب آئے گا تو بے فکر ہو کر سونا۔ اب تو ہوشیار رہنے اور کچھ کام کرنے کا موقع ہے۔'' مگر انسان اس سریلی نصیحت کی پروا نہیں کرتا اور سوتا رہتا ہے تو مجبور ہو کر غیظ و غضب میں اس کے چہرے اور ہاتھ پاؤں پر ڈنک مارتا ہے۔ پر واہ رے انسان! آنکھیں بند کیے ہوئے ہاتھ پاؤں مارتا ہے اور بے ہوشی میں بدن کو کھجا کر پھر سو جاتا ہے اور جب دن کو بیدار ہوتا ہے تو بے چارے مچھر کو صلواتیں سناتا ہے کہ رات بھر سونے نہیں دیا۔ کوئی اِس دروغ گو سے پوچھے کہ جناب عالی! کَے سیکنڈ جاگے تھے جو ساری رات جاگتے رہنے کا شکوہ ہو رہا ہے۔

شاہ صاحب کی زبان سے یہ عارفانہ کلمات سن کر میرے دل کو بھی تسلی ہوئی کہ غنیمت ہے ان آدمیوں میں بھی انصاف والے موجود ہیں بلکہ میں دل ہی دل میں شرمایا کہ کبھی کبھی ایسا ہو جاتا ہے کہ یہ شاہ صاحب مصلّے پر بیٹھے وظیفہ پڑھتے ہیں اور میں ان کے

پیروں کا خون پیا کرتا ہوں۔ یہ تو میری نسبت ایسی اچھی اور مناسب رائے دیں اور میں ان کو تکلیف دوں۔ اگر چہ دل نے یہ سمجھایا کہ تو کاٹتا تھوڑی ہے، قدم چومتا ہے اور ان بزرگوں کے قدم چومنے ہی کے قابل ہوتے ہیں لیکن اصل یہ ہے کہ اس سے میری ندامت دور نہیں ہوتی اور اب تک میرے دل میں اس کا افسوس باقی ہے۔

سو اگر سب انسان ایسا طریقہ اختیار کر لیں جیسا کہ صوفی صاحب نے کیا تو یقین ہے کہ ہماری قوم انسان کو ستانے سے خود بخود باز آجائے گی۔ ورنہ یاد رہے کہ میرا نام مچھر ہے۔ لطف سے جینے نہ دوں گا۔

مشقی سرگرمیاں

* ذیل کی سرگرمیاں ہدایات کے مطابق مکمل کیجیے۔

۱۔ مچھر کے لیے استعمال کیے گئے ناموں کا شبکی خاکہ بنائیے۔

۲۔ مچھر کے آگے انسان کی بے بسی کی کیفیت قلم بند کیجیے۔

۳۔ مچھر نے اپنی تعریف میں جو جملے کہے ہیں، انھیں ترتیب سے لکھیے۔

۴۔ مچھر کی زبانی بیان کیے گئے کارنامے تحریر کیجیے۔

۵۔ شاہ صاحب کے مچھر کو پسند کرنے کی وجہ بیان کیجیے۔

* ذیل کی سرگرمیاں ہدایات کے مطابق مکمل کیجیے۔

۱۔ مچھر کے بارے میں انسان کے خیالات کو اپنے جملوں میں تحریر کیجیے۔

۲۔ مچھر کی کھری کھری باتوں کو لکھیے۔

۳۔ ”اُٹھو میاں، اُٹھو جاگو۔ جاگنے کا وقت ہے۔ سونے کا اور ہمیشہ سونے کا وقت ابھی نہیں آیا۔ جب آئے گا تو بے فکر ہو کر سونا۔ اب تو ہوشیار رہنے اور کچھ کام کرنے کا موقع ہے۔“ اس بیان کی وضاحت کیجیے۔

سرگرمی/منصوبہ

اُردو کمار بھارتی، نویں جماعت سے انشائیہ نقل کیجیے اور اس پر تبصرہ کیجیے۔